حوّا کے نام
بانو قدسیہ

اس پچھلے پچیس سال میں ترقی کی چکا چوند نے ہمارے معاشرے کا جو حال کیا ہے' وہ سب کے سامنے ہے۔ اس تیز روشنی میں کچھ زینے چڑھنے کا عمل کچھ اترنے کا' کچھ شہر بدر ہونے کی مجبوری کچھ ہجرت کا سہارا لینے کی۔ رشتے کچھ الجھے' کچھ ٹوٹے' کچھ میں گانٹھیں پڑ گئیں۔ خاندانوں کی شناخت' افراد کی انفرادیت' رہن سہن کے طریق' لسانی توڑ پھوڑ اتنا بہت کچھ اس تیز رفتاری سے عمل میں آیا ہے کہ پچھلی پود تو بوکھلائی ہی تھی' نئی نسل بھی اس ماحولیاتی تبدیلی' اقدار کی بے ثباتی' خیالات کی تیز رفتاری کو نہ تو درستگی سے سمجھ پائی ہے نہ اس سے سمجھوتہ کرنے پر پوری طرح قادر ہے۔ کبھی جو کسی نم آلود پتھر کو اٹھائیں تو اس کے نیچے ایک دنیا آباد نظر آتی ہے اور اچانک روشنی میں آ جانے پر جو افراتفری اس مخلوق میں نظر آتی ہے' وہی آج کل مشرقی معاشروں کا حال ہے۔

یہ کھیل زیادہ تر دو سیریز سے لیے گئے ہیں: "حوا کے نام" اور "نیا دور" — 1971ء میں خواتین کا سال منایا گیا اور آزادی نسواں کی تقریر اسی سال ٹیلی کاسٹ ہوئی۔ مشرقی معاشرہ جو ترقی کی سرچ لائٹ میں آیا تو ساتھ ہی عورت اور خاص کر مڈل کلاس کی عورت اور بھی پریشانی کا شکار ہوئی ہے۔ یہ تمام کھیل ایسے افراد کے متعلق لکھے گئے جن کے ہاتھ سنگ گراں تلے آئے اور انہیں واویلا مچانے اور دکھ بانٹنے کا اذن بھی نہ ملا۔

داستان سرائے

حوا کے نام

کردار

قمر: پہلی قمر بیس کے لگ بھگ بہت خوبصورت۔ دوسری قمر پینتالیس کے قریب بدہیت

مہتاب: ایک خوبصورت لڑکی

وسیم: پہلے نوجوان' بعد میں ادھیڑ عمر

پینو: قمر کی چھوٹی بہن۔ عمر سولہ کے قریب

مائی: ایک بوڑھی عورت

اور چار لڑکیوں کا گروپ

سین 1 آؤٹ ڈور دن

(لڑکیوں کے کالج کا بیرونی منظر۔ کچھ لڑکیاں کاروں سے اترتی ہیں۔ ان میں مہتاب پر کیمرہ خصوصی توجہ دیتا ہے' جو باقی لڑکیوں سے شکل و صورت اور انداز میں مختلف ہے۔)

کٹ

سین 2 آؤٹ ڈور شام

(ہوسٹل کی گیلری۔ کچھ لڑکیاں ہاتھوں میں ٹینس کے ریکٹ لئے آ رہی ہیں۔ وہ آپس میں باتیں کئے جاتی ہیں' لیکن ان کی باتوں کا ساؤنڈ ٹریک نہیں چلایا جاتا بلکہ اس پر میوزک سپرامپوز کیا جاتا ہے۔ جب لڑکیاں گزر جاتی ہیں تو وارڈن مس قمر ایک بیساکھی کے سہارے چلتی ہوئی آتی ہے۔ وہ ان لڑکیوں کو جاتے ہوئے دیکھتی ہے' پھر اپنی بیساکھی پر غور سے نظر ڈالتی ہے۔ کیمرہ آہستہ آہستہ اس کی نظروں کے ساتھ ساتھ جاتا ہے۔)

کٹ

سین 3 آؤٹ ڈور دن

(کچھ لڑکیاں جن میں مہتاب سب سے روشن ہے' پتنگ اڑا رہی ہیں۔ ایک لڑکی کے ہاتھ میں چرخی ہے' دوسری کنی دیتی ہے۔ ایک اوپر دیکھ رہی ہے۔ اس وقت مس قمر بیساکھی لئے کنی دینے والی لڑکی کے پیچھے برآمد ہوتی ہے اور جھپٹ کر پتنگ چھین لیتی ہے۔)

قمر: How many times have I told you ہوسٹل میں پتنگ بازی منع ہے۔

لڑکی 1: سوری مس

قمر: آپ سب کوئی بچیاں نہیں ہیں۔ ایک بار آپ کو وارننگ دی' دو بار وارننگ
دی۔ اب مجھے پرنسپل کو رپورٹ کرنا پڑے گا۔

مہتاب: بسنت کے دن تو چھٹی دے دیں۔۔۔۔ پلیز مس۔

قمر: بسنت or تو بسنت' آپ سب کو کالج کے رولز کا
یہ لڑکوں کے شوق ہیں۔۔۔۔ بسنت
خیال کرنا ہو گا۔

لڑکی 2: مس سوری دے دیں۔

قمر: ہرگز نہیں۔ تم سب کو فائن کروں گی۔ ایک ایک وارننگ لیٹر تمہارے
Parents کو بھی بھیجوں گی۔ رولز آر رولز۔۔۔۔ یہ چرخی مجھے دیں۔

لڑکی 3: ہائے مس پلیز یہ تو تیس روپے کی آئی ہے۔ ہم سب نے Money اکٹھی
کر کے منگائی ہے۔

قمر: (سختی سے) Give it to me at once
(چرخی لڑکی کے ہاتھ سے قمر کے ہاتھ میں آتی ہے۔ کیمرہ چرخی
پر مرکوز ہوتا ہے۔)

ڈزالو

سین 4 — ان ڈور — شام

(مس قمر اپنے کمرے میں بیٹھی ہے۔ کیمرہ اس کے ہاتھوں پر ہے
جن میں وہ چرخی گھوم رہی ہے۔ پشت پر گارڈن فین چل رہا ہے۔
گارڈن فین کی آواز باقاعدہ آتی ہے۔ کیمرہ چرخی سے فین پر اور وہاں
سے قمر کے چہرے پر آتا ہے۔ آہستہ آہستہ سکرین پر صرف قمر کی دو
آنکھیں رہ جاتی ہیں۔ اس پر فین کی آواز سپرامپوز ہو کر بہت اونچی ہو
جاتی ہے۔)

فلیش بیک

سین 5 — آؤٹ ڈور — دوپہر

(اس سین کی شوٹنگ راجہ بازار کی کسی چھت پر کرنی چاہیے۔
اس چھت پر قمر کھڑی پتنگ اڑا رہی ہے۔ جب پتنگ جھول کھاتی ہے
تو پنڈی کا آباد شہر نظر آتا ہے۔ قمر بہت ہی خوبصورت لڑکی ہے۔
اس خوبصورتی کے ساتھ ساتھ اس میں خوش مزاجی اور خود اعتمادی
بھی بہت ہے۔ اس وقت قمر کی چھوٹی بہن بینو نے چرخی پکڑ رکھی
ہے۔)

بینو: خدا کے لئے باجی نیچے چلو۔ بڑی گرمی ہو گئی ہے۔

قمر: ذرا چرخی پکڑنا پڑے تو گرمی لگتی ہے اور آئس کریم کھانے کے لئے پیسے مل
جائیں تو آدھا میل چلنا بھی کوئی مشکل نہیں۔

بینو: باجی سچی میرے بازو تھک گئے ہیں۔

قمر: کام چور ست کہیں کی۔ دیکھ دیکھ تکل کیا تارا بن گئی ہے۔ ارے ہم نے تو
ڈاکٹر کے لونڈے کو بھی ہرا دیا۔ کوئی ہم سا پتنگ اڑا کے تو دکھائے۔

(وسیم آتا ہے اس کی چال ڈھال' گفتگو سب شاعرانہ ہے۔ حسن پرست'
عاشقانہ طبیعت کا مالک ہے۔ اس وقت اس کے ہاتھ میں ایک پیکٹ ہے۔)

وسیم: ساری دنیا ٹھنڈے کمروں میں چھپی بیٹھی ہے اور تم! اچھا شوق ہے بھئی
عین دوپہر کے وقت۔

قمر: شوق کا وقت سے کیا سروکار۔

وسیم: جب اس دھوپ میں یہ دھلی خوبانی کی سی رنگت سیاہ پڑی ناں تو سارے
شہر کی کریمیں علاج نہ کر سکیں گی تمہارا۔

قمر: ہمارا رنگ سنولانے والا نہیں۔ ہمارے باپ دادا تاشقند سمرقند کے لوگ تھے'
کوئی آپ کی طرح دیہاتی نہیں تھے رہبالے کر گوڈی کرنے والے۔

وسیم: کس کس مان پر وقت نکلتا ہے جناب کا۔

قمر: کئی ایک ہیں پاکٹ سائز۔ ہائے باتوں میں مت لگائیے۔

بینو: بھائی جان آپ پلیز چرخی پکڑ لیں۔

وسیم: لاؤ۔ (پیکٹ رکھ کر چرخی پکڑتا ہے)

بینو: (جاتے ہوئے) میں ذرا آپ کی سائیکل چلا لوں وسیم بھائی جان؟

وسیم: ضرور — پر دور مت جانا۔

[illegible]: نہیں جی۔

وسیم: مجھے تم سے کچھ کہنا تھا قمر!

قمر: کہیے کہیے — ہم آپ کی ہی طرف لگے ہیں۔

وسیم: لیکن تمہاری آنکھیں تو آسمان پر لگی ہیں۔ جب تک کوئی ہماری طرف نہ دیکھے، ہمیں بات کرنے کا لطف نہیں ملتا۔

قمر: آپ کا کیا ہے، آپ کو تو ہر الٹی بات میں لطف ملتا ہے۔

(وسیم قمر سے ڈور لے کر گڈی اتارنے لگتا ہے)

وسیم: کسی روز ڈور اگر تمہارے ہاتھ میں ہو تو پتنگ بازی کا مزہ ملے گا مکمل طور پر۔

قمر: پرسوں پری چڑھائی تھی۔ مانجھا لگا تھا زیادہ ڈور کو۔ پیچا پڑ گیا ڈاکٹر کے لونڈے کے ساتھ۔ یہ دیکھئے ہتھیلی کے پار گئی ڈور پر گڈا بو کر دیا ہم نے ڈاکٹر کے لڑکے کا۔ واہ!

وسیم: بڑا شوق ہے ڈاکٹر کے لونڈے کی نکل کاٹنے کا!

قمر: کیوں؟

وسیم: بس ہے۔

قمر: (ہنس کر) پھر وہی بات! جناب صورت دیکھتے ہی دل گنوا دینے کا زمانہ ختم ہو گیا۔ اب ایسی باتوں کے لئے لوگ فلمیں دیکھتے ہیں۔

(وسیم گڈی اتار لیتا ہے۔ دونوں کوٹھے پر سے شہ نشین کی طرف جاتے ہیں اور وہاں بیٹھتے ہیں۔ جاتے ہوئے:)

وسیم: تم اپنی صورت کے جلوے سے ناآشنا ہو۔

قمر: خدا کے لئے ناآشنا ہی رہنے دیجئے۔ جب تک آدمی نہیں جانتا، وہ خوش رہ سکتا ہے۔

وسیم: کالج میں تمہاری سہیلیاں کچھ نہیں بتاتیں تمہیں۔

قمر: از قسم؟

وسیم: یہی [illegible] تم اب جب [illegible] مجھ ہی سے اگلواؤ۔ کچھ رہنے نہ دینا دل کے خزانے میں۔

قمر: [illegible] کے Mini [illegible] ہے جناب کی۔ فرمائیے!

وسیم: خدا قسم قمر نہ — ایسی رنگت کبھی کسی نے پائی — نہ ایسی بجرا سی

آنکھیں نہ قد — نہ ہاتھ پاؤں — خدا جانے — وہ کون سی گھڑی ہوتی ہے کہ جمال کا کرشمہ دیکھ کر آدمی کا اندر چٹ جاتا ہے کوہ طور کی طرح۔

قمر: بس بس بس، لن ترانی بند! خدا قسم وسیم مجھے تم سے بڑا ڈر لگتا ہے۔

وسیم: ڈر؟ ڈر کیسا؟

قمر: اس چہرے کے پیچھے جو قمر ہے — جو اصلی قمر ہے، یوں لگتا ہے تمہیں اس سے کوئی سروکار نہیں۔

وسیم: اگر اصلی قمر کسی اور پیکنگ میں ملتی تو خدا قسم مجھے اس سے کوئی سروکار نہ ہوتا۔

قمر: ماڈرن آدمی پیکنگ پر اس قدر زور کیوں دیتا ہے؟

وسیم: (لفافے میں سے چوڑیاں نکال کر) زیادہ وقت سوچا نہ کرو۔ سوچ عورت کے چہرے کو سخت بنا دیتی ہے۔

قمر: آپ یہ رومال، ہار، چوڑیاں — نہ لایا کریں — مجھے یوں لگتا ہے جیسے — یہ سب کچھ میری ذہانت کی توہین ہے۔

وسیم: میں چودہویں کے چاند پر Binomial Theorem لکھنے کا قائل نہیں۔

قمر: مجھے تم سے بڑا ڈر لگتا ہے وسیم۔ حسن کے ہزار دشمن ہیں۔ کہیں تمہاری خاطر مجھے جوانی میں نہ مرنا پڑے۔

وسیم: مرجانا، پر بدشکل نہ ہونا قمر — مجھے بدصورتی سے نفرت ہے، نفرت۔

فلیش بیک ختم

سین 6 ان ڈور شام

(وارڈن قمر اسی طرح چرخی لئے بیٹھی ہے۔ دروازے پر دستک ہوتی ہے۔ ایک مائی پوچھتی ہے:)

مائی: مس صاحب جی مے آئی کم ان؟

قمر: کم ان

(مائی اندر آتی ہے)

مائی: ڈاک تو اندر لانی مشکل کر دیتی ہیں یہ لڑکیاں۔ باہر کھڑی ہیں خطوں کے

لے۔ میں نے صاف کہا میں تو مس صاحب کو دوں گی۔ (ڈاک دیتی ہے)

(اب وارڈن ڈاک دیکھتی ہے۔ ایک خط کھولتی ہے، نظر مارتی
ہے۔ پھر دوسرا کھولتی ہے۔ اس وقت مائی بولتی جاتی ہے)

اس برکت مسیح کو چھٹی کرو مس جی۔ نہ یہ بالیاں صاف کرتا ہے نہ ٹاکی مارتا
ہے، بس سارا دن گیلری میں پوری گھماتا گاتا رہتا ہے۔

قمر: یہ ڈاک مس عائشہ کو دے دینا۔ اور مس مہتاب کو بھیجو میرے پاس۔
(باقی سب خط وہ مائی کو دے دیتی ہے، صرف ایک خط اس کے
ہاتھ میں ہے۔ وہ اسے پڑھنے کے انداز میں دیکھتی ہے۔ اس پر مردانہ
آواز سپر امپوز ہوتی ہے)

آواز: مہتاب! میں امریکہ میں رہوں کہ افریقہ کے جنگلوں میں، جتنی دیر چاند رات
رہتی ہے میں مارا مارا پھرتا ہوں۔ کیا تم بھی اپنی ہوسٹل کی کھڑکی سے چاند دیکھتی
ہو؟ خدا کے لئے جاؤ میں اتنا جمال پرست کیوں ہوں، اور یہ بھی لکھو کہ تم پہلے
سے کتنی زیادہ خوبصورت ہو گئی ہو؟
(مہتاب ذرا سا دروازہ کھول کر اندر دیکھتی ہے)

مہتاب: مے آئی کم ان پلیز؟

قمر: (سختی سے) کم ان
(قمر خط تہ کر کے لفافے کے اندر ڈالتی ہے)

مہتاب: یس مس؟

قمر: (دور سے لفافہ دکھا کر) یہ خط تمہارا ہے؟

مہتاب: (ذرا گھبرا کر) جی مس۔ میرے کزن کا ہے۔

قمر: کیا کرتا ہے تمہارا کزن امریکہ میں؟

مہتاب: جی ایف آر سی ایس کرنے گیا ہے۔

قمر: اتنا تعلیم یافتہ ہو کر بھی وہ ایسے بیہودہ خط لکھتا ہے۔ (خط پھاڑتے ہوئے) اگر
اسے خط لکھو تو بتا دینا کہ آئندہ وہ احتیاط سے خط لکھے۔

مہتاب: یہ ۔۔ یہ آپ نے کیا کیا مس ۔۔ یہ تو اس کا پہلا خط تھا امریکہ پہنچنے کے
بعد۔

قمر: تم اپنے ڈیڈی سے پرمیشن منگوا کر دو کہ تم اس کے خط ریسیو کر سکتی ہو۔

مہتاب: (غصے سے زیر لب) کاش عورتیں مسیں نہ بنا کریں۔ کاش انہیں جوانی
میں وہ سب کچھ کرنے، سننے اور کہنے کا موقع مل جایا کرے جس کی وہ آرزو مند
ہوتی ہیں۔ کاش ۔۔ ہمارے خط پھاڑنے سے پہلے ۔۔ ہمارا دل توڑنے سے پہلے
انہیں کوئی واقعہ یاد آ جایا کرے۔ آپ کتنی ظالم ہیں مس قمر ۔۔ کتنی ظالم ۔۔ اگر
کوئی ۔۔ اگر کوئی ۔۔ پر آپ سے کوئی کیا پیار کرتا؟؟ ۔۔ کاش آپ میرا خط نہ پھاڑتیں
جی، کاش ۔۔
(روتی ہوئی رخصت ہو جاتی ہے۔ اس کے جانے کے بعد قمر
اپنے ہاتھوں میں پھٹے ہوئے خط کے ٹکڑے دیکھتی ہے۔ کیمرہ ان پر
مرکوز ہوتا ہے۔)

فلیش بیک

سین 7 | آوٹ ڈور | دن

(لمبی سی کار میں قمر اور وسیم ایئرپورٹ پہنچتے ہیں۔ قمر کار چلا
رہی ہے۔ دونوں اندر آتے ہیں۔ سامان کا بیگ وسیم کے ساتھ
ہے۔)

کٹ

سین 8 | ان ڈور | کچھ لمحوں بعد

(ایئرپورٹ کا ریستوران۔ دونوں چائے پی رہے ہیں)

قمر: کتنی دیر باقی ہے؟

وسیم: بس یہی کل سترہ منٹ!

قمر: خط ضرور لکھنا وسیم۔

وسیم: پھر شکایت کرو گی۔

قمر: کیسی؟

وسیم: کہ قصیدہ لکھتا ہوں' خط نہیں لکھتا۔

قمر: (وسیم کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر) جب تم اس طرح تعریف کرتے ہو تو مجھے بڑا
خوف آتا ہے۔ اپنے حسن سے' وقت سے' دوسری عورتوں کے حسن سے۔

وسیم: (آنکھیں بند کر کے) پتہ نہیں مرد کے دل میں عورت کے لئے اتنی جگہ
کیوں ہے؟ وہ عورت کے لئے اتنا لمبا قالین بن جانا چاہتا ہے جو— محبت کے پہلے
لمحے سے لے کر زندگی کے آخری حاشیے تک پھیلا ہو۔

قمر: ارادے مرد کے اس قدر نیک ہوتے ہیں اور محبت وہ عورت کے حسن سے
کرتا ہے' جو ہر سال یوں گھٹتا رہتا ہے جیسے نمک کو کھاری پانی چاٹ رہا ہو۔

وسیم: یہ مرد کا المیہ ہے کہ وہ عورت سے ہمیشہ محبت کرنا چاہتا ہے لیکن پرکشش
اس کے لئے صرف حسن ہوتا ہے جو ہمیشہ نہیں رہتا۔

قمر: یہ عورت کا المیہ بھی ہے وسیم!

وسیم: تم کیا سوچ رہی ہو؟

قمر: بدشکل' کبڑی' بدہیئت' بوڑھی عورتوں کے متعلق— وہ— وہ کیا کرتی ہوں
گی؟

وسیم: انہیں بھی مرد چاہتے ہوں گے لیکن ان کی نظر میں وہ بدصورت نہیں ہوں
گی۔

قمر: تم کسی ایسی عورت سے محبت کر سکتے ہو وسیم؟

وسیم: خدا نہ کرے!

(اس وقت مائیکرو فون پر کراچی فلائٹ کی اناؤنسمنٹ ہونے لگتی
ہے۔
قمر خوف سے وسیم کا چہرہ دیکھتی ہے۔)

کٹ

سین 9 آؤٹ ڈور کچھ دیر بعد

(ہوائی اڈے کا بیرونی منظر— قمر جنگلے کے پاس کھڑی ہاتھ ہلاتی

ہے۔ فاصلے پر وسیم کو ہوائی جہاز کی طرف جاتے ہوئے دکھاتے
ہیں۔)

کٹ

سین 10 آؤٹ ڈور چند لمحے بعد

(ہوائی جہاز اڑتا ہوا دکھاتے ہیں۔ اس پر قمر کا ہاتھ ہلاتا وجود
سپرامپوز ہوتا ہے)

کٹ

سین 11 آؤٹ ڈور سہ پہر کا وقت

(اب ہم واپسی پر قمر کو کار تیزی سے چلاتے ہوئے دکھاتے ہیں۔
اس کے کانوں میں وہی اناؤنسمنٹ آ رہی ہے جو اس نے ایئرپورٹ
پر سنی تھی۔ کار کا حادثہ۔ قمر کا ہراساں چہرہ۔ وہ زور سے بریک لگاتی
ہے اور ایک اونچی چیخ مارتی ہے۔)

کٹ

سین 12 ان ڈور شام

(قمر کا سارا چہرہ پٹیوں میں بندھا ہے۔ اس کی ٹانگ پلستر میں ہے
اور وہ ہسپتال میں بے سدھ پڑی ہے۔ اس کے پاس ہی اس کی چھوٹی
بہن بینو اور ماں رو رہی ہیں۔)

کٹ

سین 13 ان ڈور دن

(قمر کی پٹیاں اتر چکی ہیں، لیکن چہرہ ڈراؤنا ہو چکا ہے۔ مینو آتی ہے)

مینو: باجی سوپ پی لیں۔

قمر: مجھے سوپ نہیں چاہیے۔ مجھے آئینہ چاہیے۔

مینو: آئینہ تو کوئی ملتا نہیں باجی....

قمر: خدا کے لئے مینو، میری پیاری بہن مجھے آئینہ لا دے کہیں سے۔ پلیز!

مینو: امی نے سارے آئینے توڑ دیئے ہیں باجی۔

قمر: جا تو کوشش تو کر!

(مینو جاتی ہے۔ قمر ساتھ رکھی ہوئی بیساکھی اٹھاتی ہے اور دروازہ کھول کر گیلری میں لگے قد آدم آئینے کے پاس جاتی ہے۔ پہلے اپنا چہرہ غور سے دیکھتی ہے، پھر بیساکھی کی مدد سے تھوڑی دور جا کر آئینے کی طرف آتی ہے۔ اپنا وجود دیکھ کر وہ اونچے اونچے ہنسنے لگتی ہے۔ بیساکھی ہاتھ سے گرا کر وہ زمین پر آئینے کے سامنے بیٹھتی ہے۔ اس وقت مینو آتی ہے)

مینو: باجی وسیم بھائی آ رہے ہیں کراچی سے۔ باجی جی، کیا ہوا باجی — باجی وسیم بھائی — وسیم صاحب — باجی — باجی —

کٹ

سین 14 آؤٹ ڈور آدھی رات

(قمر رات کے وقت چوری چوری اپنے بستر سے اٹھتی ہے اور بیساکھی ٹیکتی باہر سڑک پر نکل جاتی ہے۔ اندھیری سڑک پر اس کے چند شاٹ۔)

قمر: (صرف آواز سپر امپوز ہوتی ہے) اب وسیم مجھے دیکھ کر کیا کرے گا۔ اب وسیم مجھے دیکھ کر کیا کرے گا... کیا کرے گا۔

فلیش بیک ختم

سین 15 ان ڈور شام

(مس قمر چپ چاپ اپنی کرسی پر بیٹھی ہے۔ وہ لمبی سی سانس بھرتی ہے اور خط کے ٹکڑوں کو لب سے لگاتی ہے۔)

ڈزالو

سین 16 ان ڈور شام

(ہوسٹل کا کمرہ۔ یہاں دو چار لڑکیاں پلنگ پر بیٹھی تالیاں بجا رہی ہیں۔ ایک لڑکی گلدان اٹھا کر اسے مائیکروفون کی طرح منہ کے آگے کرتی ہے اور پھر اپنی تقریر شروع کرتی ہے)

لڑکی: صدر گرامی اور معزز خواتین! ابھی حزب مخالف سے ایک خاتون آئیں اور بڑی سادگی سے کہہ دیا کہ پیغمبروں کو ہمیشہ سادہ عورتوں نے پالا۔ صدر گرامی! آج تک جتنے انسان پیدا ہوئے ہیں، ان کے مقابلے میں پیغمبر کس قدر کم تھے جن کو ان سادہ عورتوں نے پالا۔

(جو لڑکیاں پلنگ پر بیٹھی ہیں، وہ تالیاں بجاتی ہیں)

سب: ہیئر — ہیئر

لڑکی: اس ایوان کی رائے میں مرد سادگی کو پسند نہیں کرتا اور میں اس رائے سے اتفاق کرتی ہوں۔ ابنائے زمانہ سے دیکھئے مرد نے عورت کو کیا بنا دیا اور عورت نے مرد کو کیا بنا دیا۔ دونوں Sexes آج وہی کچھ نظر آتے ہیں، جو ان کے مخالف نے انہیں بنانا چاہا۔ اعورت چاہے مغرب کی ہو یا مشرق کی، فیشن کی دلدادہ ہے۔ مرد

چاہے شمال کا ہو یا جنوب کا، پرسنیلٹی کا مالک ہوتا ہے۔ عورت مرد میں صفات کا
حسن ابھارتی ہے، مرد عورت میں جسمانی حسن کو فروغ دیتا ہے۔ دنیا کے سارے
مرد عورتیں آپ کے سامنے ہیں، کیا پھر بھی آپ حزب مخالف کی تائید میں کہیں
گے کہ مرد کو سادگی پسند ہے۔

(اس وقت مہتاب داخل ہوتی ہے۔ وہ رو رہی ہے۔ پلنگ والی لڑکیاں
زور زور سے تالیاں بجا رہی ہیں، ساتھ ساتھ کہہ رہی ہیں)

سب: ہیاہو— ہیاہو— ہیاہو—
(سب کی نظر مہتاب پر پڑتی ہے۔ سب خاموش ہو جاتی ہیں)

لڑکی 1: کیا ہوا مہتاب؟
لڑکی 2: پھر کچھ کہا وارڈن نے؟
لڑکی 3: اللہ کرے مرجائے یہ مس قمر— لنگڑی، تیمور لنگ، بدشکل، بدفطرت!
لڑکی 1: بتاؤ بھئی مہتاب، ہوا کیا؟
مہتاب: کچھ نہیں۔
لڑکی 3: تو پھر رو کیوں رہی ہو؟
لڑکی 4: امریکہ والے کا خط نہیں آیا؟
مہتاب: نہیں، خط تو آیا تھا۔
سب: پھر؟
مہتاب: مس قمر نے میرے سامنے خط پھاڑ دیا۔
لڑکی 3: جیلسی— جیلسی
لڑکی 4: بڈھی— بیچ لنگڑی تک طوطی— تیمور لنگ کی پوتی۔
لڑکی 1: تم ابھی اپنے ڈیڈی کو تار بھیجو، ابھی فوراً۔
لڑکی 3: وہ فوراً آئیں اور اسے نوکری سے نکلوائیں۔ ہمی از ان اے پوزیشن۔
لڑکی 1: قلم کاغذ پلیز۔ کراچی کے لئے ایک عدد تار فوراً۔
مہتاب: کیا کر رہی ہو تم بھی—
لڑکی 2: تمہارے ڈیڈی کو تار بھیجا جائے گا کمپنی کی طرف سے۔
لڑکی 4: یہ خط پھاڑا ہے شکل چاہئے اور کیا ہے—
مہتاب: وہ کراچی سے کیسے آئیں گے!

لڑکی 1: آنا پڑے گا، ابھی آنا پڑے گا۔
سب: (گاتے ہوئے) ڈیڈی جی تم کو تو آنا پڑے گا۔
لنگڑی کا گلا پھر دبانا پڑے گا
دبانا مارنا پھر دفنانا پڑے گا— ڈیڈی جی تم کو تو آنا پڑے گا۔
لڑکی 4: نہیں تو پھر ہم کو مرجانا پڑے گا۔
سب: ڈیڈی جی تم کو تو آنا پڑے گا۔
(جس طرح کالج کے ہوسٹلوں میں ہلڑ بازی ہوتی ہے ویسے ایک
لڑکی پلیٹ چمچ اٹھا کر بجانے لگتی ہے، ایک میز پر ڈھولک بجاتی ہے،
ایک تالی پیٹنے لگتی ہے۔ اسی طرح یہ تک بندی قوالی کی شکل اختیار
کرلیتی ہے)

کٹ

سین 17 — آؤٹ ڈور — شام

(ایک لمبی سی کار کالج کی لان پر آکر رکتی ہے۔ اس میں سے
وسیم اترتا ہے۔ وسیم اب بوڑھا ہو چکا ہے۔ مہتاب پورچ کی طرف
سے بھاگتی آتی ہے۔)

کٹ

سین 18 — ان ڈور — شام

(ہوسٹل کا Reception روم)

مہتاب: چھوٹی سی بات تو ہے ڈیڈی— پر میں نے— ڈیڈی دراصل میری سہیلیاں
—

وسیم: اچھا اب جو میں آگیا ہوں تو تمہاری وارڈن سے ملتا جاؤں۔

مہتاب: وہ بدبخت کسی Male Visitor سے نہیں ملتی۔ سمجھتی ہے سب عاشق ہو جائیں گے۔

وسیم: کیا اس قدر خوبصورت ہے؟

مہتاب: خاک خوبصورت ہے' لنگڑی بھینگی بدشکل!

وسیم: تت تت تت تت' اوہوں ہوں!

مہتاب: لیکن ڈیڈی ایک بار آپ اسے ڈانٹ ضرور پلائیں۔ بے بڑی جیلس! ذرا اسے پتہ چل جائے کوئی کسی لڑکی میں انٹرسٹڈ ہے' خدا قسم ڈیڈی اس لڑکی کو جینے نہیں دیتی۔

وسیم: تو ایک بار تم مجھے اس سے ملوا دو۔

مہتاب: سکرین کے پیچھے سے ملے گی ڈاب ڈادی؟

وسیم: چلو ایسے ہی سہی۔

مہتاب: ڈیڈی! ممی نے دانت لگوا لئے؟

وسیم: بالکل فٹ۔

مہتاب: نمبر پلیٹ بدلوائی تھی آپ نے کار کی؟

وسیم: اس کا مجھے خیال ہی نہیں رہا۔

مہتاب: ڈیڈی خدا قسم آپ بڑے کیئرلس ہیں۔

وسیم: میں— (ہنس کر) اور میرے بزنس پارٹنر سمجھتے ہیں کہ میرے جیسا محتاط کوئی ہے ہی نہیں۔

مہتاب: خدا کے لئے ڈیڈی یہ Fifties والی پینٹس نہ پہنا کریں۔ میری فرینڈز دیکھیں تو بڑا ہنسیں گی۔

وسیم: اچھا اب نئے سوٹ سلوائیں گے۔

مہتاب: میں مس قمر سے کہوں گی۔

وسیم: آج شام ہی! میں نے پرسوں صبح والی فلائیٹ سے بکنگ کرا لی ہے۔ (مہتاب اٹھ کر باپ کی [illegible])

آؤٹ ڈور

سین 19

(ایک لمبی سی دروازہ نما کھڑکی جس کے باہر گھنے درختوں کی
ڈالیاں اتر آئی ہیں۔ کھڑکی میں سے باہر کی خوبصورتی نظر آتی ہے اور
پتوں کا عکس کھڑکی کے بند شیشوں پر پڑ رہا ہے۔ یہاں ایک کرسی پر
وسیم بیٹھا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ایک خوبصورت سکرین لگی ہوئی
ہے۔ سکرین کے پاس دوسری جانب ایک خالی کرسی ہے۔ وسیم
سگریٹ سلگاتا ہے۔ وہ ایک کش لے کر رک جاتا ہے۔ بیساکھی کی
آواز نیڈان ہوتی ہے لیکن وسیم قمر کو دیکھ نہیں سکتا۔ پھر کیمرہ دکھاتا
ہے کہ وسیم سے دوسری جانب مس قمر بیساکھی لے کر آتی ہے اور آ
کر خالی کرسی پر بیٹھ جاتی ہے۔ وسیم اور قمر کے درمیان سکرین ہے
اور وہ اپنی اپنی کرسی پر بیٹھے ہیں۔)

قمر: آپ نے شاید مجھے بلایا تھا۔
(وسیم کے رویے سے بالکل ظاہر نہیں ہوتا کہ اس نے قمر کو پہچان لیا ہے)

وسیم: جی— مجھے اپنی بیٹی مہتاب کے بارے میں آپ سے کچھ مشورہ کرنا تھا۔ دیکھئے ناں میں کراچی رہتا ہوں۔ یہاں ہوسٹل میں وہ صرف آپ کی سرپرستی میں رہتی ہے۔

قمر: (اس کی آواز کو سن کر گھبرا جاتی ہے) سب بچیوں کی دیکھ بھال کی جاتی ہے شیخ صاحب۔

وسیم: تھوڑی سی غلط فہمی ہو گئی ہے کہیں۔

قمر: شاید!

وسیم: امریکہ سے مہتاب کے منگیتر کا خط آیا تھا۔ آپ نے غالباً وہ خط اسے نہیں دیا۔ وقت بدل چکا ہے محترمہ' اب اگر میاں بیوی ایک دوسرے کے خیالات سے آگاہ نہ ہوں تو بڑی قیامت آ جاتی ہے۔

قمر: وہ خط نہیں تھا— وہ خط نہیں تھا.... ایسے خط اگر لڑکیوں کو ملتے رہیں تو.... تو وہ ایسے غبارے کی طرح پھٹ جاتی ہیں جن میں گیس زیادہ بھر دی جائے۔

وسیم: آپ کا مطلب میں سمجھا نہیں۔

قمر: وہ خط نہیں تھا' قصیدہ تھا۔ عورت کو اس بات کا احساس ہونا چاہیے کہ وہ خوبصورت ہے لیکن یہ احساس نہیں ہونا چاہیے کہ اسے صرف اس کی خوبصورتی کی وجہ سے چاہا جا رہا ہے۔ وہ ان سیف ہو جاتی ہے۔

وسیم: اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں۔ مجھے مدتوں سے ایک ہمدرد انسان کی تلاش رہی ہے۔۔۔ ایسا انسان جو میرے لیے مکمل اجنبی ہو کیونکہ میں بھی اپنے حالات کسی قریبی کو بتا نہیں سکتا۔ اگر آپ مجھے جلد باز نہ سمجھیں تو میں آپ کو اپنے ماضی کی طرف لے جانا چاہتا ہوں۔

قمر: (آواز پہچانتے ہوئے آہستہ) وسیم!

وسیم: کچھ واقعات زندگی میں سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مجھے شادی سے پہلے ایک بہت خوبصورت لڑکی سے محبت تھی۔

قمر: (لمبی سانس لیتی ہے)

وسیم: آپ سن رہی ہیں؟

قمر: جی

وسیم: پھر مجھے کراچی جانا پڑا اور وہ ایک مہیب حادثے کا شکار ہو گئی۔۔ اس کی ایک ٹانگ بے کار ہو گئی اور چہرہ مکروہ ہو گیا۔ اچانک ایک رات وہ لڑکی گھر سے روپوش ہو گئی۔۔۔۔

قمر: کیوں؟ کیوں؟

وسیم: شاید اسے مجھ پر اعتماد نہیں رہا تھا۔

قمر: کیوں اعتماد نہیں رہا تھا؟

وسیم: شاید وہ سمجھتی تھی کہ کسی مرد کے کندھوں میں بدصورتی اٹھانے کا کس بل نہیں ہے۔

قمر: شاید!

وسیم: میں نے اسے بہت تلاش کیا۔ بہت تلاش کیا۔

قمر: کیوں تلاش کرتے تھے آپ اسے؟

وسیم: کوئی کیوں تلاش کرتا ہے اپنے پیاروں کو۔۔ شاید آپ کو تجربہ نہ ہو لیکن آدمی اس وقت تک تلاش کرتا رہتا ہے جب تک وہ خود مجسم تلاش نہیں بن

جاتا۔

قمر: اور کچھ کہنا ہے آپ کو؟ میں آئندہ مہتاب کے خط اسے دے دوں گی۔

وسیم: مجھے۔۔ دراصل آپ سے۔۔۔ ہر عورت سے۔۔۔ یہ کہنا ہے کہ دراصل۔۔۔ میں نے قمر کے ظاہری حسن کو کبھی نہیں دیکھا تھا۔ کبھی آپ نے ٹارچ جلا کر ہتھیلی کے اندر چھپائی ہے اندھیرے میں؟

قمر: جی

وسیم: انگلیاں کیا شعلہ سی جلنے لگتی ہیں۔ وہ اس لڑکی کا جذبہ تھا۔۔ جو اس کے سارے وجود کو شعلے کی طرح دہکائے رکھتا تھا۔ کاش میں اسے بتا سکتا کہ میرے لیے وہ کبھی لنگڑی۔۔ بدہیئت نہیں ہو سکتی۔۔ کبھی نہیں۔ کبھی نہیں۔۔۔۔

قمر: (آنسو گرتے ہیں) لیکن اب۔۔ اب فائدہ۔۔□
(یہ وہ جیسے اپنے آپ سے کہتی ہے)

وسیم: خوبصورتی بھی فوارے کی مانند ہوتی ہے۔۔۔ لاٹ کی طرح اندر سے نکلتی ہے اور بوندوں کی شکل میں سارے میں بوندیں ڈالتی جاتی ہے۔ آپ مجھے بتائیں وہ کیوں روپوش ہو گئی؟

قمر: اب میں کیا بتاؤں جی۔

وسیم: اگر برسوں حسن کے ساتھ رہیں تو وہ اتنا بے تاثیر ہو جاتا ہے جتنی بدصورتی۔ پہاڑوں پر رہنے والے چشموں کی تعریف نہیں کرتے۔ ایکٹرس بیوی کا شوہر اس کے حسن کا دلدادہ نہیں ہوتا۔۔۔ کاش مجھے ایک بار وہ مل جاتی تو اسے بتاتا کہ مرد کو عورت کا حسن نہیں' اس کا جذبہ متاثر کرتا ہے۔ مجھے ساری زندگی اسی جذبے کی تلاش رہی۔

(کیمرہ قمر پر مرکوز رہتا ہے۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔)

کٹ

سین 20 آؤٹ ڈور دن

(ایک بڑے نوٹس بورڈ پر قمر بڑا سا نوٹس لگا رہی ہے' جس پر

لکھا ہے:

The girls will be allowed to fly kites on Basant day

کیمرہ اس کی شکل پر آتا ہے۔ اس کے چہرے پر اطمینان کی بڑی گہری چھاپ ہے۔)

کٹ

سین 21 ان ڈور رات

(ہوٹل کا کمرہ۔ وسیم اپنے ڈیسک پر بیٹھا خط لکھ رہا ہے۔ اس کی آواز سپرامپوز ہوتی ہے)

وسیم: قمرا! میں برسوں سے جانتا تھا کہ تم کہاں ہو اور کس حالت میں ہو۔ لیکن میں ـــ میں ان مردوں میں سے نہیں ہوں جو پہلے عورت کو مرنے سے بچاتے ہیں اور آخرکار اپنے ہاتھوں سے اس کا گلا دبا دیتے ہیں۔ عام طور پر وہ مرد جو معاشرے سے عورت کو بچانے کا عزم کرتا ہے، آخرکار خود اسی عورت کا قاتل بن جاتا ہے۔ مرد زندگی کے ایک لمحے میں عورت کا ہاتھ ہمیشہ پکڑے رہنے کا عہد کرتے ہیں اور زندگی کی تھکا دینے والی مسافت میں پہلے پڑاؤ پر ہی مہاراجہ نل کی طرح اسے چھوڑ جاتے ہیں۔

میں ساری عمر تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتا تھا۔ میں تم سے، تمہاری بدصورتی سے بڑی دیر تک پیار کر سکتا تھا لیکن ہمیشہ کا عہد ممکن نہ تھا۔ اسی لئے میں نے خدا کا یہ بوجھ نہ اٹھایا۔ کوئی آدمی بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خدا کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا، کم از کم مجھ سے جمال پرست تو ایسا دعویٰ نہیں کر سکتے۔

میں نے کل شام تمہیں یہ یقین دلانے کی کوشش کی کہ مجھے تمہارے اندر کی قمرے عشق تھا۔ میں تمہارے لئے اس سے زیادہ اور جھوٹ نہیں بول سکتا... یہی میرے عشق کی انتہا ہے، یہی میری محبت کی سرحد ہے۔ میں لاکھ بزدل سہی، تمہیں مرنے سے تو نہ بچا سکا لیکن اپنے ہاتھوں سے تمہارا گلا بھی نہیں گھونٹ سکتا..... وسیم

(وسیم یہ خط بند کرتا ہے۔ پھر آہستہ سے ماچس جلا کر اسے جلاتا ہے۔ آہستہ آہستہ خط جلتا رہتا ہے۔ اس پر ٹیلپ آتے رہتے ہیں)

فیڈ آؤٹ